قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 17 اپریل 2021ء | 04 رمضان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:92

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس کے پڑھنے کی وجہ سے ایک نیکی ملے گی اور اس ایک نیکی کی وجہ سے دس اور نیکیاں ملیں گی۔ پھر فرمایا: مَیں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی من قرأ حرفا من القرآن...)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوت قرآن کریم کیا کرو۔ یقیناوہ گھر جس میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو وہاں خیر کم ہو جاتی ہے۔ اور وہاں شر زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ گھر اپنے رہنے والوں کے لئے تنگ پڑ جاتا ہے۔

(کنزالعمال۔ ادب المعبر الفصل الثانی فی آداب البیت والبناء حدیث نمبر 41496 مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی حلب)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

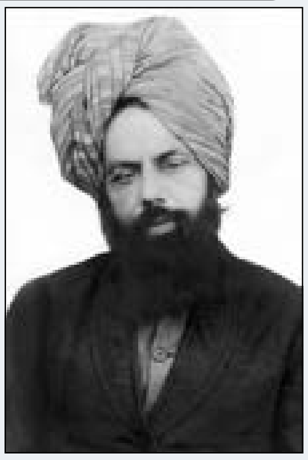

قرآن شریف پر تدبر کرو

’’قرآن شریف پر تدبر کرو۔ اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بہ تازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اُس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے۔ اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔ اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو۔ اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102 ایڈیشن 1989)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’قرآن شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارٍیَلۡعَنُہُ الۡقُرۡاٰنُ۔ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے۔ اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 157 ایڈیشن 1989)

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ؕ وَ مَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ۔

(البقرۃ: ۱۲۲)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

فرمان خلیفۂ وقت

’’آجکل ماشاء اللہ جہاں رمضان کی وجہ سے مسجدوں میں درسوں کے سننے اور پھر اس کا مختصر ترجمہ اور تفسیر یا اہم مقامات کی وضاحت سننے کا موقع میسر ہوتا ہے جس سے بڑے شوق کے ساتھ بہت سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر نماز تراویح میں قرآن کریم کا دور مکمل ہو رہا ہوتا ہے اور خاصی تعداد اس سے بھی فائدہ اٹھاتی ہے، وہاں گھروں میں بھی قرآن کریم پڑھنے، اس کی تلاوت کرنے اور بعض کو اس کا ترجمہ پڑھنے کا بھی موقع ملتا ہے۔ عموماً ماشاء اللہ! اکثر احمدی گھروں میں رمضان میں قرآن کریم کے پڑھنے کی طرف خاص توجہ ہوتی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو رمضان کی وجہ سے اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے کی مومن عمومی کوشش کرتا ہے۔ دوسرے قرآن کریم کو جیسا کہ ہم جانتے ہیں رمضان سے ایک خاص نسبت ہے۔ اس کا نزول اس مہینے میں شروع ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے حضور مناجات کو خدا تعالیٰ نے سنا اور اپنی رحمت کے دروازے کھولے اور دنیا کو گند اور شرک میں پڑا ہوا دیکھ کر بے چین اور بیزار ہونے والے وجود کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے آخری شرعی کتاب دے کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔ اور پھر 23 سال کے لمبے عرصہ تک یہ شریعت اترتی رہی اور جبریل آپؐ کے پاس ہر رمضان میں اس وقت تک کے نازل شدہ قرآن کا ایک دَور مکمل کرواتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے سال (جس سال آپؐ کا وصال ہوا) اس سال کا جو رمضان تھا، اس سال میں جبکہ شریعت مکمل اور کامل ہو چکی تھی جبریل نے دو دفعہ قرآن کریم ختم کروایا۔ پس یہ سنّت ہے جس کو مومن جاری رکھتے ہیں۔ اور

بقیہ صفحہ 8 پر

اس شمارہ میں

- ہر طرف دشتِ بے اماں سے دُھواں (منظوم)
- کفّارات اور درجات کیا ہیں؟
- اُمُّ الۡاَلۡسِنَۃ - ایک بزرگ علمی دلیل
- مسافر جہازوں پر پیراشوٹ کیوں نہیں ہوتے؟

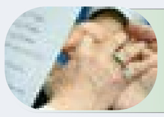

دربارِ خلافت

سب سے بنیادی چیز قرآنِ کریم ہے۔ اس میں بھی ہمیں دیکھنا ہے کہ قرآنِ کریم حکمرانوں کے ساتھ تعاون اور اطاعت کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

بعض خطوط اور سوالات سے مجھے لگتا ہے کہ بعض لوگوں کو جماعت احمدیہ کے نقطۂ نظر جس کی بنیاد قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پر ہے اُس کی واضح طور پر سمجھ نہیں آئی۔ اسے واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے مَیں نے اس بارہ میں کچھ مواد جمع کروایا ہے، کچھ باتیں اکٹھی کی ہیں جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ہرقسم کے ابہام دور ہو جائیں۔سب سے بنیادی چیز قرآنِ کریم ہے۔ اس میں بھی ہمیں دیکھنا ہے کہ قرآنِ کریم حکمرانوں کے ساتھ تعاون اور اطاعت کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے۔ پھر یہ کہ عمومی فسادات میں ایک مسلمان کا ردّ عمل کیا ہونا چاہیئے۔ کس حد تک اُس کو اپنا حق لینے کے لئے حکومت کے خلاف مہم میں حصہ لینا چاہیئے۔ پھر احادیث کیا کہتی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ارشاد فرمایا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ وَیَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ (النحل:91) یہ حصہ آیت جو ہے ہم ہر جمعہ کو عربی خطبہ میں پڑھتے ہیں۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ ہرقسم کی بے حیائی، ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے تمہیں اللہ تعالیٰ روکتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ’’بَغۡی‘‘ کے لفظ کی وضاحت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’بَغۡی اُس بارش کو کہتے ہیں جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتوں کو تباہ کر دے‘‘۔ فرمایا ’’حقِ واجب میں کمی رکھنے کو بَغۡی کہتے ہیں اور یا حقِ واجب سے افزونی (زیادتی) کرنا بھی بَغۡی ہے۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلدنمبر 10صفحہ 354۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

تو یہ ہے قرآنِ کریم کے احکامات کی خوبصورت تعلیم کہ ہر پہلو اور ہر طبقے کے لئے حکم رکھتا ہے۔ اس حکم میں یہ خیال نہیں آ سکتا کہ ایک طبقے کو حکم ہے اور دوسرے طبقے کو نہیں ہے۔ اس آیت کی مکمل تفسیر تو اس وقت بیان نہیں کر رہا، صرف بغاوت کے لفظ کی ہی وضاحت کرتا ہوں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، حقِ واجب میں کمی کرنے اور حقِ واجب میں زیادتی کرنے دونوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے۔یعنی جب حاکم اور محکوم کو حکم دیا جاتا ہے تو دونوں کو اپنے فرائض کی ادائیگی کا حکم دیا جاتا ہے۔ نہ حاکم اپنے فرائض اور اختیارات میں کمی یا زیادتی کریں، نہ عوام اپنے فرائض میں کمی یا زیادتی کریں۔ اور جو بھی یہ کرے گا اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والا ہو گا اور خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والا پھر خدا تعالیٰ کی گرفت میں بھی آ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے۔ پس آج کل چونکہ عوام حکومتوں کے خلاف سختی سے قدم اٹھانے کا جوش رکھتے ہیں اس لئے عوام کی حد تک آج بات کروں گا۔ اس بارے میں کئی احادیث ہیں جو حکمرانوں کے غلط رویے کے باوجود عوام الناس کو، مومنین کو صبر کی تلقین کا حکم دیتی ہیں۔ بخاری کتاب الفتن کا ایک باب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے یوں فرمانا کہ تم میرے بعد ایسے ایسے کام دیکھو گے جو تم کو بُرے لگیں گے۔ اور عبد اللہ بن زید بن عامر نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے یہ بھی فرمایا: تم ان کاموں پر حوضِ کوثر پر مجھ سے ملنے تک صبر کئے رہنا۔ زید بن وہب نے کہا کہ مَیں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: تم میرے بعد دیکھو گے کہ تمہاری حق تلفی کر کے دوسروں کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ نیز ایسی باتیں دیکھو گے جن کو تم بُرا سمجھو گے۔ یہ سن کر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! پھر ایسے وقت میں آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا: اُس وقت کے حاکموں کو اُن کا حق ادا کرو اور تم اپنا حق اللہ سے مانگو۔

(بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ سترون بعدی اموراً تنکرو نھاحدیث نمبر 7052)

پھر ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اپنے امیر کی کسی بات کو ناپسند کرے تو اُس کو صبر کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے امیر کی اطاعت سے بالشت برابر بھی باہر ہوا تو اُس کی موت جاہلیت کی سی موت ہو گی۔

(بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ سترون بعدی اموراً تنکرو نھاحدیث نمبر 7053)

پھر اُسَید بن حُضَیر سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے فلاں شخص کو حاکم بنا دیا اور مجھ کو حکومت نہیں دی۔ آپ نے فرمایا: تم میرے بعد دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی گئی ہے۔ پس تم قیامت کے دن مجھ سے ملنے تک صبر کئے جاؤ۔

(بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ سترون بعدی امورا تنکرو نھاحدیث نمبر 7057)

سلمہ بن یزید الجعفی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں مگر ہمارا حق ہمیں نہ دیں تو ایسی صورت میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اِعراض کیا۔ اُس نے اپنا سوال پھر دہرایا۔ آپ نے پھر اِعراض کیا۔ اُس نے دوسری

بقیہ صفحہ 7 پر

ہر طرف دشتِ بے اماں سے دُھواں

ہر طرف دشتِ بے اماں سے دُھواں
اُٹھ رہا ہے یہاں وہاں سے دُھواں

راکھ بکھری پڑی ہے گلیوں میں
اور اُٹھتا ہے ہر مکاں سے دھواں

لُٹ گیا ہے وطن میں امن و سکوں
اور اِدھر رنجِ رائیگاں سے دھواں

رہبروں کا اُصول کذب و ریا
خلقتِ شہر کی زُباں سے دھواں

سب سُلگتے ہیں منبر و محراب
واعظوں کے ہر اک بیاں سے دھواں

بے یقیں ہو گئی ہے خلقِ خُدا
ہر طرف چھا گیا گُماں سے دھواں

جل رہی ہے زمین پاؤں تلے
اور نکلتا ہے سائباں سے دھواں

حاکمِ وقت! دیکھ اُٹھتا ہے
یہ ترے سنگِ آستاں سے دھواں

بھر گیا ہے دلِ حزیں میں مرے
غمِ جاناں غمِ جہاں سے دھواں

ڈاکٹر فضل الرحمن

اداریہ

کفّارات اور درجات کیا ہیں؟

ایک دفعہ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ فجر کی نماز میں بہت تاخیر سے تشریف لائے حتیٰ کہ سورج نکلنے والا تھا۔حضور ﷺ نے مختصر نماز پڑھا کر مقتدیوں سے مخاطب ہو کر اپنے تاخیر سے آنے کی وجہ بتلاتے ہوئے فرمایا کہ۔

میں رات جب نماز تہجد کے لئے اٹھا تو حسب توفیق نماز پڑھی اور نماز تہجد میں مجھے اونگھ آ گئی۔ میں نے اُس دوران اپنے ربّ جلّ شانہ کو نہایت خوبصورت شکل میں دیکھا۔ اللہ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔اے محمد! تجھے معلوم ہے کہ فرشتے اس وقت کس بارہ میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا مجھے کچھ علم نہیں۔ دوسری دفعہ اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پر میں نے پھر لاعلمی کا اظہار کیا۔تب اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے کندھے پر رکھی یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی اور ہر چیز میرے پر روشن ہوگئی۔تب اللہ تعالیٰ نے یہی سوال تیسری بار دہرایا۔کہ فرشتے کس بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا ’’کفّارات‘‘ کے بارہ میں۔ اللہ نے فرمایا۔اے محمد! کفّارات کیا ہیں؟ (یعنی وہ چیزیں جن سے گناہ دور ہوتے ہیں) میں نے کہا۔

1۔ نماز باجماعت کے لئے چل کر مسجد جانا
2۔ نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنا
3۔ اور ناپسندیدگی کے باوجود مکمل وضو کرنا

پھر اللہ تعالیٰ نے ’’درجات‘‘ کے متعلق مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا

1۔ کھانا کھلانا
2۔ نرم کلام کرنا
3۔ نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں

تب اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔اے محمد! اب مانگو جو مانگتے ہو۔تب میں نے یہ دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِی وَتَرْحَمْنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَمَفْتُوْنٍ وَ اَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ (مسند احمد جلد 5 صفحہ 243)

ترجمہ۔اے اللہ! میں تجھ سے نیک کام کرنے اور بُری باتیں چھوڑنے کی توفیق چاہتا ہوں۔ مجھے مساکین کی محبت عطا کر اور مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور جب تو قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے بغیر فتنہ میں ڈالے موت دے دینا۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت چاہتا ہوں اور اُس کی محبت جس سے تو محبت کرتا ہے اور ایسے عمل کی محبت جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ آمین

نوٹ۔1۔ آنحضور ﷺ نے اس دعا کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ دعا برحق ہے اسے خود بھی یاد کرو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔

2۔ یہ دُعا قدرے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ترمذی کتاب الدعوات میں بھی درج ہے۔

مندرج نیکیوں کی اہمیت و فادیت

جہاں تک کفارات اور درجات کے تحت نیکیوں اور اعمال صالح کی اسلامی تعلیم کے مطابق اہمیت، افادیت اور برکات کا تعلق ہے۔ ان مندرجہ بالا چھ امور میں سے تین کا تعلق عبادت یعنی نماز کی ادائیگی اور ایک کا تعلق عبادت کی تیاری سے ہے۔ جسے وضو کہا جاتا ہے۔ گویا چار حقوق اللہ میں سے ہیں اور دو حقوق العباد میں سے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے صحابہ کو گناہ مٹانے اور درجات بلند ہونے کا گُر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ (سردی وغیرہ کی وجہ سے) دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا، مسجد میں دُور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا ایک قسم کا رباط یعنی سرحدوں پر چھاؤنی قائم کرنا ہے۔

(مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل اسباغ الوضوء)

پھر متعدد بار فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرنے سے تمام گناہ جسم سے یہاں تک کہ ناخنوں کے اندر سے بھی نکل جاتے ہیں۔ اور مومن گناہوں سے پاک و صاف ہو کر نکلتا ہے۔ (مسلم کتاب الطہارۃ باب خروج الخطایا)

☆ جہاں تک مسجد کی طرف پیدل چل کر آنے کا تعلق ہے تو اس کا بھی بہت ثواب ہے۔مسجد کی طرف ایک قدم اُٹھانے سے ایک نیکی اس کے حق میں لکھی جاتی ہے اور اگلا قدم اُٹھانے سے ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ (مسلم باب المشی الی الصلوٰۃ)

☆ مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا بھی ثواب کے زمرہ میں آتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اذان اور اقامہ کے دوران دعا ردّ نہیں ہوتی۔ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ ان العداء لا یرد بین الاذان و الاقامۃ)

☆ آنحضور ﷺ کا یہ دستور مبارک تھا کہ نماز کے اختتام پر آپ تسبیحات کیا کرتے تھے۔ بالخصوص سبحان اللہ 33بار، الحمد للہ 33بار، اللہ اکبر 34بار۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی نماز باجماعت کی ادائیگی کے بعد بہت اہتمام کے ساتھ سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں تسبیحات مکمل فرماتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اس سنت کو اپنانا چاہیے۔

ایک دفعہ غریب صحابہ کو یہ نسخہ کیمیا بتاتے ہوئے فرمایا کہ ایسا کرنے سے آپ کو بھی امیر صحابہ جیسے افعال کا ثواب ملے گا۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التحباب الذکر)

☆ حقوق اللہ میں سے آخری امر ایسے نوافل کی ادائیگی ہے جو ایسے وقت میں ہو جب لوگ سوئے ہوتے ہیں۔ یہ نماز خدا کو بہت محبوب ہے جب انسان اپنی نیند کو انفاق فی سبیل اللہ میں صرف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نماز کا اپنی پیاری کتاب میں دو بار ذکر فرمایا ہے۔سورۃ بنی اسرائیل میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نماز کی ادائیگی سے قریب ہے کہ اللہ تہجد ادا کرنے والوں کو ’’مقام محمود‘‘ تک پہنچا دے گا جو جنت کا بلند ترین مقام ہے۔

آنحضور ﷺ روزانہ گیارہ رکعت (بشمول تین وتر) نماز تہجد خشوع وخضوع سے ادا فرماتے تھے۔ (بخاری کتاب الدعوات باب الضجع علی الشق الأیمن) اور اپنے گھروں میں نماز (نوافل) ادا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے۔ جماعت کے ساتھ فرضوں کے سوا باقی نماز گھر میں پڑھنا بہترین نماز ہے۔

(مسند دارمی فی کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ التطوع فی ای موضع افضل)

حدیث قدسی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نوافل کے ذریعہ میرا بندہ میرے اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ میں اُسے اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ میں اس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا، دیکھتا، پکڑتا اور چلتا ہے یعنی میں اس کا کفیل و کارساز ہو جاتا ہوں۔ وہ جو مانگتا ہے میں اس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں پناہ دیتا ہوں (بخاری کتاب الرقاق)

سعدی نے کیا خوب کہا ہے کہ

کلید در دوزخ است نماز
کہ در چشم مردم گزاری دراز

کہ وہ نماز جو تو لوگوں کو دکھانے کے لیے لمبی کرتا ہے وہ نماز دوزخ کے دروازہ کی چابی ہے۔

حقوق العباد

مندرجہ بالا چھ امور میں سے دو کا تعلق حقوق العباد سے ہے جو ’’درجات‘‘ کہلاتے ہیں۔یعنی کھانا کھلانا اور نرم کلام کرنا۔ یہاں تک کھانا کھلانے کا تعلق ہے تو اس کا ذکر قرآن میں بھی ملتا ہے کہ یتیموں، مسکینوں اور غرباء کو کھانا کھلانا مومنوں اور متقیوں کا خاصا ہے۔ آنحضور ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی اچھا کھانا کھا رہا ہے تو وہ اس کا کچھ حصہ اپنے پاس بیٹھے غریبوں اور کام کرنے والوں کو بھی دے دیا کرے۔ بلکہ اپنے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَآءِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَآءِکُمْ (ترمذی ابواب الجہاد) کہ مجھے کمزوروں میں تلاش کرو۔ یہ حقیقت ہے کہ کمزوروں اور غریبوں کی وجہ سے تم خدا کی مدد پاتے ہو اور اس کے حضور سے رزق کے مستحق بنتے ہو۔

ایک موقع پر آنحضور ﷺ نے فرمایا اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ (حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمن صفحہ 573 ایڈیشن)

کہ تمام مخلوق اللہ کا خاندان ہے۔ اللہ کو ان میں سے وہ پسند ہے جو اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرتا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے تو جانوروں سے بھی حسن سلوک کرنے اور ان کو کھانا کھلانے کی تاکید فرمائی ہے کیونکہ یہ بھی اللہ کی مخلوق میں سے ہیں۔

چونکہ اس عنوان کے تحت ’’درجات‘‘ کی بات ہو رہی ہے تو ایک حدیث نوٹ کرتا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان بعض اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے بے انتہا درجات بلند کر دیتا ہے اور بسا اوقات لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے جہنم رسید کیا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے ہر وقت رہنمائی اور ہدایت کی توفیق مانگنی چاہیے کہ وہ ہمیشہ بھلی اور نیک بات ہی مُنہ سے نکلوائے۔ (بخاری کتاب الرقاق) انسان کی تمام بُرائیاں اور اچھائیاں زبان سے تعلق رکھتی ہیں۔ جس طرح کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آتا ویسے ہی مُنہ سے نکلا ہوا کوئی لفظ واپس نہیں آتا۔ اس لئے پہلے تولو پھر بولو۔ اچھی اور بھلی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ آنحضور ﷺ بہت نرم گفتار تھے۔ آپؐ کے کلام سے کبھی کسی کا دل نہ دکھتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ’’تم میں بڑا وہ ہے جو غریب کی بات تحمل سے سنے۔‘‘

پس آج ہم اپنے معاشرے کو بُرائیوں اور بدیوں سے پاک بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں ایسی راہ اپنانی ہو گی جس کی نشاندہی آنحضور ﷺ نے فرمائی اور آج ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح اس طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

آمین اللہ تعالیٰ ہمیں کفّارات اور درجات میں درج حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق سے نوازتا چلا جائے۔

وسیم ناصر

اُمُّ الۡاَلۡسِنَة - ایک بزرگ علمی دلیل

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’خدا نے ہم کو صد ہابر اہینِ قاطعہ حقّیتِ اسلام پر عنایت کیں‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ 2،روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 68)

---لوگ کہتے ہیں کہ براہین میں جو دلائل کا وعدہ دیا گیا تھا وہ پورا نہیں ہوا۔ حالانکہ براہین میں صداقت اسلام کے واسطے کئی لاکھ دلیل ہے۔

(ملفوظات جلد 9صفحہ 267)

آپؑ نے کتاب براہینِ احمدیہ تصنیف فرمائی جو ’’تین سو محکم اور قوی دلائل حقیت اسلام اور اصولِ اسلام پر مشتمل ہے کہ جن کے دیکھنے سے صداقت اس دین متین کی ہر یک طالب حق پر ظاہر ہو گی بجز اس شخص کے کہ بالکل اندھا اور تعصب کی سخت تاریکی میں مبتلا ہو۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ 2،روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 129)

’’اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے۔ اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان وشوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے..... دوم ان آسمانی نشانوں سے کہ جو سچے دین کی کامل سچائی ثابت ہونے کے لئے ازبس ضروری ہیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن 5 صفحہ 657)

چنانچہ براہین احمدیہ کے منجملہ دلائل میں سے ایک عظیم الشان دلیل اُم الالسنہ کے متعلق ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً بشارت دے کر اپنا احسانِ عظیم فرمایا۔ جہاں براہین احمدیہ میں مختصر مگر لطیف انداز میں معلم زبان، زبان کے آغاز، مختلف بولیوں کے وجود اور وجوہات کے ساتھ الہامی زبان پر بحث فرمائی وہاں بالعموم آپؑ نے دیگر تحریرات میں ام الالسنہ کا جابجا ذکر اور بالخصوص کتاب مِنن الرحمان اسی دلیل کی تفصیل اور وضاحت میں تحریر فرمائی۔ آپؑ نے وہ تمام ضروری مبادیات مہیا فرمادیں جو تحقیقِ السنہ اور عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کرنے کے لئے ازبس ضروری ہیں ورنہ ماہرین لسانیات اپنی عمریں گزار کر بھی کسی اِکّا دُکّا نتیجہ پر ہی پہنچتے ہیں۔

آپؑ نے علم لدنی کے دفینوں سے لوگوں کے نظریات اور افکار تبدیل فرمادیئے۔ لہٰذا عربی ام الالسنہ کا دعویٰ آسمانی علوم کی ارضی علوم پر برتری کی مثالوں میں سے ایک مثال ہے۔جس کے ذریعہ آپؑ نے علومِ مادیہ میں تہلکہ برپا کر دیا اور آپؑ کو اس زمانے میں یہ دلیل عطا ہونا لِیُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ (اسلام کے غلبہ بَر ادیانِ باطلہ) کی عملی تصویر بھی ہے۔

چنانچہ حضرت امام الزماںؑ کے ہی الفاظ مبارکہ اور بابرکات تحریرات کی شکل میں اس دلیل کی اہمیت و افادیت پیش کی جارہی ہے۔

بزرگ دلیل

’’ایک بزرگ دلیل وہ ہے جس کی بسط اور تفصیل کے لئے ہم نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے جو ام الالسنہ کے پاک چشمہ سے پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(مِنن الرحمان،روحانی خزائن جلد 9صفحہ 128،129)

مناسب حال زمانہ ایک قاطع دلیل

’’اور میرے رب نے میری ایسی پرورش کی جیسا کہ وہ ان لوگوں کی پرورش کرتا ہے جن کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس نے مجھ کو ہدایت دی اور علم بخشا اور دکھلایا جو دکھلایا یہاں تک کہ میں نے دلائل قاطعہ کے ساتھ حق کو پہچان لیا اور روشن براہین کے ساتھ حقیقت کو پالیا اور میں حق الیقین تک پہنچ گیا۔‘‘

(مِنن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 164)

’’سو میں نے جناب الٰہی میں اس غرض سے دعا کرنا شروع کیا تا کہ وہ مجھے ایسی حجت عنایت کرے جو اس زمانہ کے کافروں کو لاجواب کر دیوے اور جو اس زمانہ کے نوجوانوں کی طبائع کے مناسب حال ہوتا کہ میں ان کے کم عقلوں اور عقلمندوں کو ایک عمدہ بیان کے ساتھ ملزم کروں اور تا کہ مجرموں پر حجت پوری ہو۔ پس میرے رب نے میری دعا کو قبول کیا اور میری آرزو کو میرے لئے موجود کر دیا اور میرے پر میری آرزو کا دروازہ ایسے طور پر کھول دیا جو میرا مدعا تھا اور مجھے نئے اور کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے اور یقینی اور قاطعہ دلیلیں عنایت کیں۔سو اس اللہ کو سب تعریف جو مددگار آقا ہے۔‘‘

(مِنن الرحمان ،روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 165،166)

’’میں نے ان آیتوں کو مخزن علوم پایا اور چھپے ہوئے بھیدوں کا دفینہ دیکھا۔سو اس کے دیکھنے نے میرے بازو کو ہلا دیا اور اس کی قوت میرے پر ہزار سوار کی طرح ظاہر ہوئی اور اس کی سبزی اور تازگی نے میرے دل کو کھینچ لیا اور اس کی لڑائی نے یکدفعہ دشمنوں کو ہلاک کر دیا اور اس کی جماعت نے میرے دل کو خوش کیا سو میں نے الحمدللّٰہ کہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔ اور میں نے ان آیات میں وہ عجائبات دیکھے جو آنکھوں کو خنکی سے بھر دیتے ہیں اور معارف کی دولت بخشتے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں کو خوش کر دیتے ہیں۔‘‘

(مِنن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9صفحہ 182)

غیر دعویدار ہی نہیں

’’یہ دلیل قرآن نے ہی بتلائی اور قرآن نے ہی دعویٰ کیا اور عربی زبان میں کوئی دوسری کتاب مدعی بھی نہیں۔‘‘

(مِنن الرحمان،روحانی خزائن جلد 9صفحہ 129،130)

’’یہ دلیل کسی پہلی کتاب نے اپنی سچائی کی تائید میں پیش نہیں کی اور اگر وید یا کسی اور کتاب نے پیش کی ہے تو واجب ہے کہ اس کے پیرو مقابلہ کے وقت پہلے اس وید کے مقام کو پیش کریں۔‘‘

(مِنن الرحمان،روحانی خزائن جلد 9صفحہ 129)

’’اور توارت نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہندوؤں کے وید نے یہ دعویٰ کیا اور کسی نے اس طرف اشارہ بھی نہیں کیا پس تُو ان کی طرف اس دعویٰ کو منسوب نہ کر جو انہوں نے نہیں کیا۔ یا ہمیں دعویٰ نکال کر دکھلا اگر تیرا یہ گمان ہے کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے اور تو ہرگز نہیں نکال سکے گا پس تُو افترا پردازوں کا پیرو مت ہو۔‘‘

(مِنن الرحمان،روحانی خزائن جلد 9صفحہ 208،209)

’’قوم آریہ میں جن کے زعم باطل میں یہ ہے کہ انہیں کی زبان سنسکرت پرمیشر کی بولی ہے اور وہی نہایت کامل اور الہامی اور ام الالسنہ ہے حالانکہ آج تک کوئی ایک شرتی وید کی بھی پیش نہیں کی گئی جس سے معلوم ہو کہ وید نے اپنے منہ سے ایسا دعویٰ بھی کیا ہے۔‘‘

(مِنن الرحمان،روحانی خزائن جلد 9صفحہ 130)

خلاصہ دلیل

’’اور خلاصہ مطلب اس دلیل کا یہ ہے کہ زبانوں پر نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کا باہم اشتراک ہے۔ پھر ایک دوسری عمیق اور گہری نظر سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچتی ہے جو ان تمام مشترک زبانوں کی ماں زبان عربی ہے جس سے یہ تمام زبانیں نکلی ہیں۔ اور پھر ایک کامل اور نہایت محیط تحقیقات سے یعنی جبکہ عربی کی فوق العادت کمالات پر اطلاع ہو یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ یہ زبان نہ صرف ام الالسنہ ہے بلکہ الٰہی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص ارادہ اور الہام سے پہلے انسان کو سکھائی گئی اور کسی انسان کی ایجاد نہیں اور پھر اس بات کا نتیجہ کہ تمام زبانوں میں سے الہامی زبان صرف عربی ہی ہے۔ یہ ماننا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی اکمل اور اتم وحی نازل ہونے کے لئے صرف عربی زبان ہی مناسبت رکھتی ہے کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے کہ کتاب الٰہی جو تمام قوموں کی ہدایت کے لئے آئی ہے وہ الہامی زبان میں ہی نازل ہو اور ایسی زبان میں ہو جو اُم الالسنہ ہوتا اس کو ہر یک زبان اور اہل زبان سے ایک فطری مناسبت ہو اور تا وہ الہامی زبان ہونے کی وجہ سے وہ برکات اپنے اندر رکھتی ہو جو ان چیزوں میں ہوتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے مبارک ہاتھ سے نکلتی ہیں لیکن چونکہ دوسری زبانیں بھی انسانوں نے عمداً نہیں بنائیں بلکہ وہ تمام اسی پاک زبان سے بحکمِ ربِ قدیر نکل کر بگڑ گئی ہیں اور اسی کی ذریات ہیں۔ اس لئے یہ کچھ نامناسب نہیں تھا کہ ان زبانوں میں بھی خاص خاص قوموں کے لئے الہامی کتابیں نازل ہوں۔ ہاں یہ ضروری تھا کہ اقویٰ اور اعلیٰ کتاب عربی زبان میں ہی نازل ہو کیونکہ وہ اُم الالسنہ اور اصل الہامی زبان اور خدا تعالیٰ کے منہ سے نکلی ہے۔

(مِنن الرحمان،روحانی خزائن جلد 9صفحہ 129)

اثرات و نتائج

دلیلِ مصفیٰ

’’جس کا آب زلال ستاروں کی طرح چمکتا اور ہر یک معرفت کے پیاسے کو یقین کے پانی سے سیراب کرتا اور شکوک وشبہات کی میلوں سے صاف کر دیتا ہے۔‘‘

(مِنن الرحمان،روحانی خزائن جلد 9صفحہ 129)

تحقیقاتِ کاملہ

’’یہ سلسلہ تحقیقات ایسا کامل ہے جس کی جڑھ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں یعنی انسان اس درخت کے اوپر چڑھتا چڑھتا آخر روحانی سچائی کے پھل کو پالیتا ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ گو شاخوں کو

جڑھوں سے ہی قوت ہے مگر پھل جو کھائے جاتے ہیں وہ جڑھوں میں تو نہیں لگتے بلکہ شاخوں میں لگتے ہیں ایسا ہی کُل واقعات کا اصل نتیجہ اس علم کی شاخوں میں ہی ظاہر ہوتا ہے اور جو لوگ اس کے واقعات پر منصفانہ بحث کرتے ہیں اور ثابت شدہ حقائق کو اپنے ذہن میں اچھی طرح محفوظ رکھتے ہیں وہ بہت صفائی سے ان پھلوں کو دیکھ لیتے ہیں جن سے شاخیں لدی پڑی ہیں۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 131)

قابل فتح جنگ

---وہ ایسے جنگ میں شریک ہوئے جس میں عنقریب اسلام کی فتح کے نقارے بجیں گے۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 143)

اور جان کہ یہ آیت قرآن اور عربی اور مکہ کی عظمت ظاہر کرتی ہے اور اس میں ایک نور ہے جس نے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور لاجواب کر دیا پس تمام آیت کو پڑھ اور اس کے نظام کی طرف دیکھ اور دانشمندوں کی طرح تحقیق کر اور میں نے ان آیتوں میں تدبر کیا۔ پس کئی بھید ان میں پائے پھر ایک گہری غور کی تو کئی نور ان میں پائے پھر ایک بہت ہی عمیق نظر سے دیکھا تو اتارنے والے قہار کا مجھے مشاہدہ ہوا جو ربّ العالمین ہے۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 183)

اسلام کی حقیقی علمی فتح

یہ بھی یاد رہے کہ اس پہلے دین اسلام کے مقابلے پر بعض بدزبان اور نادان آریہ بہت سی یاوہ گوئی کر چکے ہیں اور باوجود سخت جہالت اور بے علمی کے پھر بھی مذہبی مباحثات میں دخل دیتے رہے ہیں اور بعض شریر بے حیا، سفلہ طبع نے ناحق وید کی طرفداری کر کے خدا کے پاک کلام قرآن مجید کی بے ادبیاں کیں اور جو کچھ گند اندر بھرا تھا وہ سب نکالا اور نادانوں کو دھوکہ دیا کہ گویا وہ بڑے وید دان اور دیا دان ہیں اور گویا انہوں نے بہت کچھ وید کے فضائل دیکھے تب اس کی طرف جھک گئے مگر اب یہ علمی تحقیقاتیں ہیں جس میں کسی مذہب کا جاہل بول نہیں سکتا کیونکہ اس جگہ کلام کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے اس میں فضول اور غیر متعلق باتیں کام نہیں دے سکتیں۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 130، 131)

لہٰذا اس فاضلانہ بحث میں ہر یک جاہل جو علم سے باہر ہو دخل نہیں دے سکے گا اور جیسا کہ پہلے اس سے مثلاً آریہ سماج والوں نے ایک نہایت ذلیل نادان اور سخت درجہ کے احمق اور جاہل لیکھرام نام ایک ہندو کو اسلام کے مقابل پر کھڑا کر دیا تھا اور وہ صرف گالیوں سے کام نکالتا تھا اور عیسائیوں کا چیلا بن کر ان کے بیہودہ اعتراض جو ان کے جاہلوں نے اسلام پر کئے ہیں پیش کرتا تھا۔ اس بحث میں ایسا نہ ہو گا کیونکہ یہ علمی بحث ہے اب ایسے حرامی سیرت گندہ طبع اور بدخو اور ساتھ اس کے سخت درجہ کے نادان اور بے علم کو بولنے کی گنجائش نہیں رہے گی اور لوگ دیکھ لیں گے کہ ان لوگوں کی اصل حقیقت کیا تھی؟

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 143)

قرآن کریم کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کی دلیل

دعویٰ مع دلیل

اس ازلی نور نے آپ اپنے منجانب اللہ ہونے کا ہر ایک پہلو سے ثبوت دیا۔ اس میں یہ ایک عظیم الشان خاصیّت ہے کہ وہ اپنی تمام ہدایات اور کمالات کی نسبت آپ ہی دعویٰ کرتا اور آپ ہی اس دعویٰ کا ثبوت دیتا ہے اور یہ عظمت کسی اور کتاب کو نصیب نہیں اور منجملہ ان دلائل اور براہین کے جو اس نے اپنی منجانب اللہ ہونے پر اور اپنے اعلیٰ درجہ کی فضیلت پر پیش کئے ہیں ایک بزرگ دلیل وہ ہے جس کی بسط اور تفصیل کے لئے ہم نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے جو اُمّ الالسنہ کے پاک چشمہ سے پیدا ہوتی ہے جس کا آب زلال ستاروں کی طرح چمکتا اور ہر یک معرفت کے پیاسے کو یقین کے پانی سے سیراب کرتا اور شکوک وشبہات کی میلوں سے صاف کر دیتا ہے۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 128، 129)

قرآن مھیمن ہے

چونکہ یہ دلیل قرآن نے ہی بتلائی اور قرآن نے ہی دعویٰ کیا اور عربی زبان میں کوئی دوسری کتاب مدعی بھی نہیں اس لئے بدیہی قرآن کا منجانب اللہ ہونا اور سب کتابوں پر مُھیمن ہونا ماننا پڑا ورنہ دوسری کتابیں بھی باطل ٹھہریں گی۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 129، 130)

اصل الہامی قرآن ہے

جو زبان...... اُمّ الالسنہ ہے اس کی نسبت یہ کہنا ایمانداری کا فرض ہوگا کہ وہی ایک زبان ہے جو حقیقی طور پر اس لائق ٹھہرائی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کا اعلیٰ اور اکمل الہام اسی زبان میں نازل ہو اور دوسرے الہام اس کی ایسی ہی فرع ہیں جیسا کہ دوسری بولیاں اس کی فرع ہیں۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 141)

مگر چونکہ ہمارے مخالف خوب جانتے ہیں کہ اس تحقیقات سے اگر عربی کے حق میں ڈگری ہوگئی تو صرف یہی ماننا نہیں پڑے گا کہ قرآن منجانب اللہ ہے بلکہ یہ بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ کتاب جو اصل اور کامل اور الہامی زبان میں نازل ہوئی ہے وہ قرآن ہی ہے اور دوسری سب زبانیں اس کی طفیلی ہیں۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 130)

اتم وحی کی مناسبت

اور پھر اس بات کا نتیجہ کہ تمام زبانوں میں سے الہامی زبان صرف عربی ہی ہے یہ ماننا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی اکمل اور اتم وحی نازل ہونے کے لئے صرف عربی زبان ہی مناسبت رکھتی ہے کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے کہ کتاب الٰہی جو تمام قوموں کی ہدایت کے لئے آئی ہے وہ الہامی زبان میں ہی نازل ہو اور ایسی زبان میں ہو جو اُمّ الالسنہ ہوتا اس کو ہر یک زبان اور اہل زبان سے ایک فطری مناسبت ہو اور تا وہ الہامی زبان ہونے کی وجہ سے وہ برکات اپنے اندر رکھتی ہو جو ان چیزوں میں ہوتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے مبارک ہاتھ سے نکلی ہیں۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 129)

کامل پرحکمت ام الکتب

غرض اس کتاب میں بڑی صفائی سے اور بڑے روشن اور بدیہی دلائل سے فیصلہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا پاک اور کامل اور روشن اور پر اسرار اور پر حکمت کلام جو دائمی ہدایت لے کر دنیا میں آیا ہو وہ صرف اسی زبان میں آسکتا ہے جو ان معارف اور حقائق کو بیان کرنے کے لئے اپنے اندر کامل وسعت رکھتی ہو۔ اس فیصلہ کے مطابق صرف قرآن شریف ہی اللہ تعالیٰ کی وہ کامل کتاب ٹھہرتی ہے جو حقیقی اور کامل اور ابدی تعلیم لے کر دنیا میں آئی اور دوسری کتابیں جو آسمانی کہلاتی ہیں اگر مان بھی لیں کہ کوئی ان میں سے خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی تو وہ ایک قانون مختص القوم یا مختص القوم کی طرح صرف چند روزہ مصلحت کے لئے آئی ہو گی۔ لہٰذا جیسا کہ وہ خود ناقص تھیں ایسا ناقص بولی میں اُتریں۔ مگر کامل کتاب کے لئے کامل بولی میں اترنا ضروری تھا کیونکہ کامل اور ناقص کا پیوند درست بیٹھ نہیں سکتا۔ لہٰذا قرآن شریف عربی زبان میں اُترا جو اپنے ہر یک پہلو کے رو سے کامل ہے۔ غرض منن الرحمٰن کو ہم نے اس مدعا سے متالیف کیا ہے کہ تا کامل بولی کے ذریعہ کامل کتاب کا ثبوت دیں۔

(آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 8-10 حاشیہ در حاشیہ)

قرآن تمام الٰہی کتابوں کی ماں ہے اور اسی لئے کامل زبان میں اُترا ہے جو محیطِ کُل ہے اور الٰہی ارادوں کے حکمتوں نے تقاضا کیا کہ اس کی کامل کتاب جو خاتم الکتب ہے اس زبان میں نازل ہو جو جڑ زبانوں کی ہے اور تمام مخلوقات کی زبانوں کی ماں ہے اور وہ عربی ہے۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 208)

حقیقی کلام اللہ

انہی مقدمات سے اس نتیجہ کو بہ تفصیل ظاہر کریں گے کہ عربی کو اُمّ الالسنہ اور الہامی ماننے سے نہ صرف یہی ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے بلکہ یہ بھی ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ صرف قرآن ہی ہے جس کو حقیقی وحی اور اکمل اور اتم اور خاتم الکتب کہنا چاہئے۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 142)

جاننا چاہئے کہ اس معرفت تک پہنچنے کے لئے کہ قرآن منجانب اللہ اور ام الکتب ہے صرف تین امور تنقیح طلب ہیں جن کو ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص ان تینوں امروں کو اچھی طرح سمجھ لے گا اس کی آنکھوں سے جہالت کے پردے دور ہو جائیں گے اور جو واقعات سے نتیجہ نکلتا ہے بہرحال اسے ماننا پڑے گا۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 131)

اور واضح ہو کہ اس کتاب میں تحقیق الالسنہ کی رو سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو اس زبان میں نازل ہوا ہے جو ام الالسنہ اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے۔

(نور القرآن نمبر 1، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 325)

قوموں کی مخالفت

اس لئے ضرور ہے کہ اس سچائی کے کھلنے سے ان تمام قوموں میں بہت ہی سیاپا ہو خاص کر قوم آریہ میں جن کے زعم باطل میں یہ ہے کہ اُنہیں کی زبان سنسکرت پرمیشر کی بولی ہے اور وہ نہایت کامل اور الہامی اور ام الالسنہ ہے حالانکہ آج تک کوئی ایک شُرتی وید کی بھی پیش نہیں کی گئی جس سے معلوم ہو کہ وید نے اپنے منہ سے ایسا دعویٰ بھی کیا ہے۔

(منن الرحمان، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 130)

مرزا فراز احمد طاہر۔ مبلغ سلسلہ نائیجر

رمضان کے روزوں سے مسافر، حائضہ، حاملہ، رضاعی عورتوں اور بچوں کا استثناء

رمضان کے روزے ہر بالغ، عاقل، تندرست، مقیم مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ مسافر اور بیمار کو یہ رعایت ہے کہ وہ دوسرے ایّام میں ان روزوں کو پورا کرلیں جو اس ماہ میں ان سے رہ گئے ہیں۔ مستقل بیمار جنہیں صحت یاب ہونے کی کبھی امید نہ ہو یا ایسے کمزور ناتواں ضعیف جنہیں بعد میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے۔ اسی طرح ایسی مرضعہ اور حاملہ جو تسلسل کے ساتھ ان عوارض سے دوچار رہتی ہے۔ ایسے معذور حسب توفیق روزوں کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

(البقرۃ : 186)

یعنی: اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

بیمار اور مسافر کے روزہ رکھنے کا ذکر تھا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ شیخ ابن عربی کا قول ہے کہ اگر کوئی بیمار یا مسافر روزہ کے دنوں میں روزہ رکھ لے تو پھر بھی اسے صحت پانے پر ماہ رمضان کے گذرنے کے بعد روزہ رکھنا فرض ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (البقرۃ : 185) جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ ماہ رمضان کے بعد کے دنوں میں روزے رکھے۔ اس میں خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو مریض یا مسافر اپنی ضد سے یا اپنے دل کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے انہی ایام میں روزے رکھے تو پھر بعد میں رکھنے کی اس کو ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ کا صریح حکم یہ ہے کہ وہ بعد میں روزے رکھے۔ بعد کے روزے اس پر بہرحال فرض ہیں۔ درمیان کے روزے اگر وہ رکھے تو یہ زائد ہے اور اس کے دل کی خواہش ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ کا وہ حکم جو بعد میں رکھنے کے متعلق ہے ٹل نہیں سکتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا:

جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہِ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کرسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا ہو بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے، مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔

(بدر 17 اکتبر 1907ء صفحہ 7)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحُبْلَى الَّتِيْ تَخَافُ عَلٰى نَفْسِهَا أَنْ تُفْطِرَ وَلِلْمُرْضِعِ الَّتِيْ تَخَافُ عَلٰى وَلَدِهَا (سنن ابن ماجه، کتاب الصیام)

ترجمہ: انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حاملہ کو جسے اپنی جان کا خطرہ ہو اور دودھ پلانے والی جسے اپنے بچہ کا خطرہ ہو روزہ چھوڑنے کی اجازت دی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

نَحِيْضُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَطْهُرُ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ

(سنن النسائی، کتاب الصیام)

ترجمہ: یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایام حیض سے پاک ہوتیں تو آپؐ ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیا کرتے تھے اور جبکہ نماز کی قضا کا حکم نہیں دیتے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

اگر نماز کے لئے یہ شرط ہے کہ جو کھڑا نہ ہو سکے بیٹھ کر اور جو بیٹھ نہ سکے لیٹ کر نماز ادا کرے تو رمضان کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ اگر انسان مریض ہو۔ خواہ اُسے مرض لاحق ہو چکا ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا اُسے یقینی طور پر مریض بنا سکتا ہو جیسے حاملہ ہے یا دودھ پلانے والی عورت ہے یا ایسا بوڑھا شخص ہے جس کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو چکا ہے یا اتنا چھوٹا بچہ ہے جس کے قویٰ نشو نما پا رہے ہیں تو اُسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ مسافر اور بیمار کا روزہ رکھنا ایسا ہی لغو ہے جیسے حائضہ کا روزہ رکھنا۔ کون نہیں جانتا کہ حائضہ کا روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں بلکہ بے وقوفی اور جہالت ہے یہی حال بیمار اور مسافر کا ہے۔ اس کے لئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

پھر فرمایا:

یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے لیکن بلوغت کے قریب انہیں کچھ روزے رکھنے کی مشق ضرور کرانی چاہیے۔ اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے روزے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔ اسی طرح بعض بچے خلقی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ اپنے بچوں کو میرے پاس ملاقات کے لئے لاتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ سال ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں سات آٹھ سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ایسے بچے روزے کے لئے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں۔ اس کے مقابلہ میں ایک مضبوط بچہ غالباً پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہوسکتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 384)

بارہ سال سے کم عمر کے بچے سے روزہ رکھوانا تو میرے نزدیک جرم ہے اور بارہ سال سے پندرہ سال کی عمر کے بچے کو اگر کوئی روزہ رکھواتا ہے تو غلطی کرتا ہے۔ پندرہ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔

مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے اور بجائے اس کے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر روزہ کا رعب ڈالتے تھے۔

(الفضل 11 اپریل 1925ء صفحہ 7)

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَآءِ

(سنن ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ باب دُعَاءِ أُمِّ سَلَمَةَ حدیث:۳۵۹۱)

ترجمہ: اے اللہ! میں برے اخلاق اور برے اعمال اور بری خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

یہ سید و مولیٰ پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ و احمد مجتبیٰ ﷺ کی سیدھے راستے پر چلنے کی اور برے اخلاق سے بچنے کی جامع دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس اہم دعا کی طرف ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دعا سکھائی، جو اپنے آپ کو سیدھے راستے پر چلانے اور اپنی خواہشات، اعمال اور اخلاق کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق چلانے کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور آجکل جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتا دیا ہے کہ اتنی مختلف النوع برائیاں پھیلی ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے بغیر ان سے بچنا اور ان سے نجات بہت مشکل ہے۔ اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو یہ دعا ہے، یہ بھی اس زمانے کے لئے بڑی ضروری ہے۔ حضرت زیاد بن علاقہؓ اپنے چچا عتبہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَآءِ

(خطبہ جمعہ 20/ اکتوبر 2006ء، خطبات مسرور جلد 4 صفحہ:536)

اہم اسلامی مہینے رمضان المبارک میں برے اخلاق اور برے اعمال اور بری خواہشات سے بچنا ہی اس مقدس مہینہ کی اصل روح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھے راستے پر چلائے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

ترجمہ و تلخیص م ظفر

مسافر جہازوں پر پیراشوٹ کیوں نہیں ہوتے؟

جہاز سے گر کر بچ جانے والوں کے لیے Soul Survivor کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

اگر آپ الفضل کے انہی صفحات پر ان دو soul survivor خواتین کے بارے میں پڑھ چکے ہیں جو جہاز سے گرنے کے باوجود بچ گئی تھیں تو آپ کے ذہن میں بھی یہ خیال ضرور پیدا ہوا ہوگا کہ کیوں نہ ہر مسافر کو ایک ایک پیراشوٹ دے دیا جائے تاکہ کسی حادثہ کی صورت میں مسافر جہاز سے چھلانگ لگائیں پیراشوٹ کھلے اور مسافر آرام سے زمین پر اتر جائیں۔ دیکھا جائے تو یہ خیال بہت اچھا ہے لیکن اگر ایک سطر میں اس کا جواب دیا جائے تو یہ ہوگا کہ ’’ایسا ممکن نہیں ہے‘‘

اس کی متعدد وجوہات ہیں،

سب سے پہلے ہوائی حادثات کی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ زیادہ تر حادثات اڑانے بھرنے اور زمین پر اترنے کے دوران ہوتے ہیں۔ اس وقت جہاز کی بلندی پیراشوٹ سے چھلانگ لگانے کے لیے بالکل بھی مناسب نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ بہت زیادہ امکان ہے کہ پیراشوٹ ہونے کے باوجود مسافر زمین پر گرنے کے بعد بچ نا پائیں۔

پیراشوٹ سے چھلانگ لگانے کے لیے خاص تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ چھلانگ لگانے سے پہلے کسی مجاز ادارہ سے کم از کم چار گھنٹے کا ’’کریش کورس‘‘ کرنا لازم ہے۔ جو ظاہر ہے ہر مسافر کے لیے کرنا ممکن نہیں۔ سکائی ڈرائیورز ایک گروپ کی صورت میں یا پھر انفرادی طور پر جہاز سے چھلانگ لگاتے ہیں اور تقریباً دوہزار فٹ کی بلندی پر اپنے پیراشوٹ کھول دیتے ہیں۔ گروپ کی صورت میں چھلانگ لگانے پر یہ ضروری ہوتا ہے کہ جب پیراشوٹ کھولنے کا وقت آئے تو ان کے درمیان محفوظ فاصلہ ہو تاکہ پیراشوٹ ایک دوسرے میں الجھ نا جائیں۔ (غیر تربیت یافتہ مسافروں کے لیے ایسا کر پانا تقریباً ناممکن بات ہے)۔

صرف ماہر تربیت یافتہ اسکائی ڈائیور ہی پندرہ ہزار فٹ کی بلندی یا اس سے زیادہ بلندی سے چھلانگ لگا سکتے ہیں۔ اتنی بلندی پر آکسیجن بہت کم ہوتی ہے، درجہ حرارت منفی ساٹھ ڈگری تک ہوسکتا ہے اور 120 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے نیچے گرتے ہوئے غیر تربیت یافتہ فرد کے لیے اس وقت اپنے حواس برقرار رکھنا بہت مشکل کام ہے۔

پیراشوٹ کا اپنا وزن اوسطاً سات سے پندرہ کلو تک ہوتا ہے۔ زیادہ وزن مطلب ایندھن کی زیادہ کھپت اور ایندھن کی زیادہ کھپت مطلب ہوائی ٹکٹ کا زیادہ کرایہ، کل ملا کر ہوائی سفر بہت مہنگا ہو جائے گا۔ مزید یہ کہ پیراشوٹ بھی کافی مہنگے ہوتے ہیں۔ ایک عام پیراشوٹ اور اس کے ساتھ دیگر لوازمات کی قیمت چھے سے نو ہزار ڈالر تک ہوتی ہے۔ اگر مسافروں کو پیراشوٹ دے دیے جائیں تو یہ سارے اخراجات بھی مسافروں کو ہی ادا کرنے پڑیں گے۔

جہاز کی اڑان سے پہلے دی جانے والی دس منٹ کی پری فلائٹ ہدایات میں ممکن نہیں کہ چار گھنٹوں پر مشتمل اسکائی ڈائیونگ کی تربیت دی جاسکے۔

فضاء میں دوران پرواز کسی حادثہ کی صورت میں شدید اضطراب اور بے چینی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ آکسیجن ماسک لگا ہوا ہو سیٹ بیلٹ میں جکڑے ہوئے ہوں تو ایسی صورت بہت مشکل ہو جائے گا کہ مسافر

سیٹ کے نیچے سے اپنا اپنا پیراشوٹ نکالیں اور اسے اچھی طرح پہن لیں یہ بھی بہت مشکل مرحلہ ہے جو ہنگامی حالت میں حالات کو مزید بگاڑ دے گا۔

تربیت یافتہ اسکائی ڈائیور ایک ایک کر کے جہاز سے چھلانگ لگاتے ہیں لیکن ذرا تصور کریں جہاز میں کھلبلی مچی ہے اور دو سو مسافروں میں جہاز سے چھلانگ لگانے کے لیے دھکم پیل ہو رہی ہے۔ یہ صورتحال کو سلجھانے کے بجائے مزید خراب کرے گی۔

جہاز میں پیراشوٹ نصب کرنے کے لیے اضافی جگہ درکار ہوگی جس کا مطلب ہوگا مسافروں کے لیے کم جگہ اور کم جگہ سفر کو مشکل اور غیر آرام دہ بنا دے گی۔

انتہائی بلندی پر حادثات کی بڑی وجہ خراب موسم ہے۔ ایسے موسم میں سکائی ڈائیونگ بذات خود خطرناک اور جان لیوا ہوگا۔ کمرشل جہاز سکائی ڈائیونگ کے لیے درکار رفتار کی نسبت بہت زیادہ تیزی سے اڑتے ہیں۔ اتنی رفتار پر جہاز سے چھلانگ لگانے پر جہاز کے کسی حصے سے ٹکرانے کا امکان بہت زیاد ہے۔

حاصل کلام یہ کہ موجودہ ٹیکنالوجی اور دستیاب وسائل ابھی اس سطح پر نہیں پہنچے کہ مسافر جہازوں پر ہر مسافر کے لیے انفرادی پیراشوٹ مہیا کیا جائے اور مسافر بوقت ہنگامی حالت اسے استعمال کرنے پر بھی بخوبی قادر ہوں۔

شاید مستقبل میں ایسا ہو جائے۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

یا تیسری دفعہ پھر اپنا سوال دہرایا۔ جس پر اشعث بن قیس نے اُنہیں پیچھے کھینچا (یعنی خاموش کروانے کی کوشش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سوال پسند نہیں آیا)۔ تب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے حالات میں اپنے حکمرانوں کی بات سنو اور اُن کی اطاعت کرو۔ جو ذمہ داری اُن پر ڈالی گئی ہے اُس کا مؤاخذہ اُن سے ہوگا اور جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی ہے اُس کا مؤاخذہ تم سے ہوگا۔ (مسلم کتاب الامارۃ باب فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق حدیث نمبر 4782)

جُنادہ بن اُمیہ نے کہا کہ ہم عُبادہ بن صامت کے پاس گئے۔ وہ بیمار تھے۔ ہم نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے ہم سے ایسی حدیث بیان کرو جو تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو۔ اللہ تم کو اُس کی وجہ سے فائدہ دے۔ اُنہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بلا بھیجا۔ ہم نے آپ سے بیعت کی۔ آپ نے بیعت میں ہمیں ہر حال میں خواہ خوشی ہو یا ناخوشی، تنگی ہو یا آسانی ہو اور حق تلفی میں بھی یہ بیعت لی کہ بات سنیں گے اور مانیں گے۔ آپ نے یہ بھی اقرار لیا کہ جو شخص حاکم بن جائے ہم اُس سے جھگڑا نہ کریں سوائے اس کے کہ تم اعلانیہ اُن کو کفر کرتے دیکھو جس کے خلاف تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ حدیث نمبر 4771)

اِن احادیث میں اُمراء اور حکام کی بے انصافیوں اور خلافِ شرع کاموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن پھر بھی آپؐ نے یہ فرمایا کہ اِن کے خلاف بغاوت کرنے کا تمہیں حق نہیں ہے۔ حکومت کے خلاف مظاہرے، توڑ پھوڑ اور باغیانہ روش اختیار کرنے والوں کا طرزِ عمل خلافِ شریعت ہے۔

اس آخری حدیث کی مزید وضاحت کر دوں کہ اس حدیث کے آخری الفاظ میں جو عربی کے الفاظ ہیں کہ وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَّاحًا عِنْدَکُمْ مِنَ اللّٰہِ فِیْہِ بُرْھَانٌ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ اقرار بھی لیا کہ جو شخص حاکم بن جائے ہم اُس سے جھگڑا نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ تم اعلانیہ اُس کو کفر کرتے ہوئے دیکھو جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔

حدیث کے یہ جو آخری الفاظ ہیں اِن کے معنی بعض سلفی، وہابی اور باقی متشدد دینی جماعتیں یا جو فرقے ہیں وہ یہ لیتے ہیں کہ صرف اُس وقت تک حکّام سے لڑائی جائز نہیں جب تک کہ اُن سے کفر بواح نہیں ظاہر ہو جاتا۔ (کھلا کھلا کفر ظاہر نہیں ہو جاتا) اگر حاکم سے کفر بوّاح نظر آ جائے تو پھر اس کے ازالے کے درپے ہونا اور اُس سے حکمرانی چھین لینا فرض ہے۔ یہی متشدد جماعتیں ہیں جنہوں نے اِس پر یہ دلیل سوچ رکھی ہے کہ حکومتوں کے خلاف بغاوت کی جا سکتی ہے۔ بلکہ بعض اپنے فتوؤں کو آپس میں ہی اتنا مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ فتوے دینے والے یہ کہتے ہیں کہ جن کو ہم نے کافر قرار دے دیا اُن کو جو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ اور کافر کو کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔ تو یہ جو تکفیر ہے اس کا ایک لمبا سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے۔

بہر حال اس حدیث میں اصل الفاظ یہی ہیں کہ تم نے اطاعت کرنی ہے سوائے اس کے کہ ایسی بات کی جائے جو کفر کی بات ہو یا تمہیں کفر پر مجبور کیا جا رہا ہو۔ اس کے علاوہ ہر معاملے میں اطاعت ہونی چاہئے اور اُس صورت میں بھی بغاوت نہیں ہے بلکہ وہ بات نہیں ماننی۔ بہر حال یہ اِن لوگوں کا نظریہ ہے، احمدیوں کا نہیں۔ ہاں اطاعت نہ کرنے کی بعض حالات میں جیسا کہ مَیں نے کہا سوائے اس کے کہ کفر پر مجبور کیا جا رہا ہو، جو ہمیں جماعت میں ایک مثال نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب پاکستان میں یا بعض دوسرے ممالک میں احمدیوں کو کہا جاتا ہے کہ تم اپنے آپ کو مسلمان نہ کہو تو ہم یہ بات ماننے کو تیار نہیں۔ ہم مسلمان کہتے ہیں۔ یا کلمہ نہ پڑھو۔ ہم پڑھتے ہیں۔ یا ایک دوسرے کو سلام نہ کہو، یا قرآنِ کریم نہ پڑھو۔ تو یہ ہمارے مذہب کا اور دین کا معاملہ ہے۔ اس بارہ میں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اطاعت کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہاں بھی ہم بغاوت نہیں کرتے۔ صرف اِن معاملوں میں ہم کبھی کسی قسم کے قانون کو مان ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ شریعت کا معاملہ ہے۔ اللہ اور رسول کے حکموں کا معاملہ ہے۔ جہاں تک ملک کے دوسرے قوانین کا تعلق ہے، اس کے باوجود ہر احمدی ہر قانون کی پابندی کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ یکم اپریل 2011ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: سید شمشاد احمد ناصر۔امریکہ

ملکی اور عالمی امن کیلئے اونچاسویں (۴۹ ویں) بین المذاہب دعا

عالمی امن فیڈریشن امریکہ نامی تنظیم نے مورخہ ۱۱ مارچ ۲۰۲۱ کو بذریعہ زوم اونچاسویں بین المذاہب دعا برائے ملک و دنیا کا انعقاد کیا۔ ۴۵ شرکا نے مختلف مذہبی تنظیموں کی نمائندگی کی۔ میٹنگ کی کاروائی کو فیس بک کے ذریعے لائیو نشر بھی کیا گیا۔

آرچ بشپ جورج سٹالنگز نے اجلاس کی میزبانی کے فرائض سر انجام دئے۔ ابتدائیے اور استقبال کے بعد جناب سٹالنگز نے پیساڈینہ کے یہودی کنیسہ کی دینی گلوکارہ محترمہ روتھ برمن ہارس کا تعارف کروایا۔محترمہ نے آزادی اور خدا سے تعلق پر بات کی۔

کلیسیائے یسوع مسیح برائے مقدسین آخری ایام کی محترمہ جینی پریبیس نے رحم اور معافی کے موضوع پر بات کی۔

پیسیاڈینا کے چرچ آف سائینٹولوجی کی محترمہ کارلا بارتھولومیو نے انسانی خدمت کے مختلف پروگراموں پر بات کی اور اس میں مختلف مذہبی تنظیموں کے لیڈران کی شرکت کا ذکر کیا۔ انھوں نے چرچ آف سائینٹولوجی کا مختصر تعارف بھی پیش کیا اور چرچ آف سائینٹولوجی کا عقیدہ بھی پڑھ کر سنایا۔

آرچ بشپ سٹالنگز نے شمشاد احمد ناصر کا تعارف بحیثیت امریکن مڈویسٹ مشنری برائے عالمگیر جماعت احمدیہ کروایا اور انکی بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے کی کثیر کوششوں کو سراہا۔مشنری شمشاد احمد ناصر نے اپنے تاثرات کو تلاوت قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کی چند دعاؤں سے شروع کیا۔ انھوں نے احمدیہ مسلم جماعت اور انکے بانی کا مختصر تعارف کروایا اور مسیح موعود علیہ السلام کی ان تعلیمات کا ذکر کیا جو کچھ عرصہ پہلے اخبار نیویارک ٹائمز میں اس سرخی سے شائع ہوئیں ’’مسیح موعود کے شفا دینے والے الفاظ‘‘۔ اسمیں انہوں نے کہا ’’خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ہمدردی اختیار کرو۔ اور نیک چلن اور نیک خیال انسان بن جاؤ۔ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آ سکے۔ جھوٹ مت بولو، افترا مت کرو اور زبان اور ہاتھ سے کسی کو ایذا مت دو اور ہر قسم کے گناہ سے بچتے رہو اور نفسانی جذبات سے اپنے تئیں روکے رکھو۔ کوشش کرو کہ تا تم پاک دل اور بے شر ہو جاؤ۔۔۔ چاہیے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو‘‘۔ از کشف الغطا، روحانی خزائن جلد ۱۴، صفحہ ۱۸۷۔۱۸۸

مشنری شمشاد احمد ناصر نے حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس کے ارشادات بھی پڑھ کر سنائے، ’’آپ خدا سے اسوقت تعلق قائم کر سکتے ہیں جب آپ اسکی مخلوق سے محبت کرتے ہیں۔ اگر ہر کوئی اس تعلیم کو یاد رکھے اور عمل میں لائے تو کسی کے دل میں کوئی دشمنی باقی نہیں رہے گی۔ وہ دل کینہ سے پاک ہو جائے گا۔ اسطرح آپ دنیا میں امن قائم کر سکتے ہیں۔‘‘

مشنری شمشاد احمد ناصر نے تمام مذاہب کے لیڈران کو انکا عقیدہ اپنانے کی دعوت دی کیونکہ اسطرح وہ سچ پا کر آخر کار صحیح راستے کی طرف راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

آخر میں ڈاکٹر مائیکل جینکنز، صدر عالمی امن فیڈریشن نے اپنے مختلف بین المذاہبی تجربات کا ذکر کیا۔ ٹومیکو ڈوگان صاحب نے تمام شرکا کا شکریہ ادا کیا اور اجلاس کی کاروائی ختم ہوئی۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

از صفحہ 1

کم از کم ایک یا دو دفعہ رمضان میں قرآن کریم کا دور مکمل کرتے ہیں، ختم کرتے ہیں، پڑھتے ہیں۔ اور جن کو توفیق ہو وہ دو دفعہ سے زیادہ بھی پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن اتنی جلدی بھی نہیں پڑھنا چاہئے کہ سمجھ ہی نہ آئے کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جو اہل زبان تھے، عرب تھے ان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’جس نے تین دن سے کم عرصے میں قرآن کریم کو ختم کیا اس نے قرآن کریم کا کچھ بھی نہیں سمجھا۔‘‘

(ترمذی۔ابواب القراءت۔باب ما جاء انزل القرآن علی سبعة أحرفٍ)

ایک روایت میں سات دن کا بھی ذکر آتا ہے۔ تو صحابہؓ کی بھی جو اپنی استعداد تھی اس کے مطابق آپؐ حکم دیا کرتے تھے، ارشاد فرمایا کرتے تھے، نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ بہرحال بنیادی مقصد یہی ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرو، اس کے مطالب پر غور کرو، اس کی تعلیمات پر غور کرو۔ ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناؤ۔ اگر اس طرح قرآن کریم کی تلاوت نہیں کر رہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ صحابہ نے اس نکتے کو خوب سمجھا کہ قرآن کریم کو کس طرح پڑھنا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی تلاوت کا حق ادا کرنے کی گواہی دی۔ جیسا کہ اس آیت میں جس کی مَیں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی، وہ اس کی ایسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو درحقیقت اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 21/ اکتوبر 2005ء)

طلوع وغروب آفتاب

17 اپریل 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	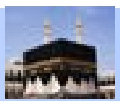	04:41	18:41
مدینہ منورہ	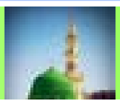	04:37	18:45
قادیان	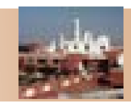	04:32	18:59
ربوہ		04:12	18:39
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:34	20:03